Fikr-o-Nasar (Islamabad) 14:12 (1977)

اقبال

اور

ملّت اسلامیہ کے اقتصادی مسائل

محمد معزالدین

علامہ کی سب سے پہلی باضابطہ تصنیف "علم الاقتصاد" ہے جس میں اقتصادی اور عمرانی مسائل کی بحث جدید معاشی نقطۂ نظر سے کی گئی ہے اور ہمارے اقتصادی مسائل اور اخلاقی زوال کا سبب معاشرے کی اقتصادی ناہمواری بتایا گیا ہے۔

علامہ اقبال کے کلام کے سرسری مطالعہ ہی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے سماج کی تشکیل کے خواہاں تھے جہاں محنت کی قدر ہو اور انسان کی عظمت کا اعتراف کیا جائے۔ جہاں اعلیٰ انسانی اقدار اور ارفع سماجی بہبود کا تصور ہو، اسی لئے وہ اسلام کے اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اپنانے پر زور دیتے ہیں۔ جب تک انسان کی مادی ضروریات کو پورا نہیں کیا جائے گا اس وقت تک سوسائٹی میں عزت نفس کا احساس پیدا نہیں ہو سکتا۔ وہ بار بار احترام آدمی اور عروج آدم خاکی، کی بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

آدمیت احترام آدمی
باخبر شو از مقام آدمی

علامہ اقبال کو اس بات کا احساس تھا کہ نئی دنیا ابھر رہی ہے اور نیا معاشرہ جنم لے رہا ہے جس کی وجہ سے وہ نئے مسائل کا جائزہ لیتے ہیں اور اس معاشی بحران کا حل اسلام میں مل جاتا ہے۔ یہاں انہیں معاشی انصاف، سماجی مساوات، انسانی حقوق اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی واضح تعریف مل جاتی ہے۔ جہاں حق اللہ اور حق العباد کی حد مقرر ہے۔

اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت اور جہان نو کی صورت بندی کے لئے اقبال نے ایک منصوبے کے تحت پہلے

دو کتابیں لکھیں۔ یعنی ’اسرارِ خودی‘ اور ’رموزِ بےخودی‘۔ اسرارِ خودی میں انفرادی اور اجتماعی دونوں اعتبار سے ذات نفس کے تشخص اور اس کی عظمت پر زور دیا اور خودی سے خدا تک پہنچنے کا راز بتایا۔ ذات کی تہذیب و تکمیل کن باتوں سے ہوتی ہے اور کن باتوں سے اس کو ضعف پہنچتا ہے اس کی وضاحت کی اور ’رموزِ بےخودی‘ میں کس قسم کی سوسائٹی ان کے پیش نظر تھی، اس کی صراحت ملتی ہے۔ غرضیکہ ذات انسانی کو صفات الٰہی سے ہمکنار کرکے نہایت صاف ستھرے اور پاکیزہ معاشرے کا تصور پیش کیا اور فرد اور ملت کے گہرے رشتے کو واضح کرتے ہوئے سوسائٹی کے لئے دونوں کے باہمی ربط کو ضروری قرار دیا ہے۔

فرد می گیرد ز ملت احترام
ملت از افراد می یابد نظام
فرد را ربط جماعت رحمت است
جوہر او را کمال از ملت است

اور اسلامی معتقدات اور تصورات کی روشنی میں وہ نئے معاشرے کا تصور پیش کر رہے تھے۔ اور جب وہ ایک ایسے عمرانی نظام کی تعریف کر چکے اور عظمت انسانی کا درس دے چکے تو آنے والے دور کی جھلک دکھلاتے ہیں۔

جہان نو ہو رہا ہے پیدا
وہ عالم پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے
بنا دیا ہے قمار خانہ

انہیں ایک مثالی معاشرے کی تلاش ہے۔ ان کے نزدیک اسلام کا معاشی نظام خوش حالی اور روحانی ترقی کی ضمانت دیتا ہے کیونکہ جس معاشی نظام کی بنیاد عام انسان کی فلاح و بہبود پر نہ ہو جہاں مادی اور روحانی توازن نہ ہو وہاں لازمی طور پر بدحالی آئے گی۔ فرماتے ہیں:

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

اقبال کی ایک نظم ’موسولینی و قیصر ولیم‘ کے عنوان سے ’پیام مشرق‘ میں ملتی ہے جس میں انہوں نے صاف طور سے کہا ہے کہ اگر شہنشاہیت کو ختم کر کے جمہوری اقتدار قائم کیا جاتا ہے تب بھی عوام کی بدحالی میں

کوئی فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ مادی ترقی کے ساتھ روحانی ترقی اور اخلاقی بلندی کا ہونا ضروری ہے۔ مغرب نے صرف زر کو اپنا "قاضی الحاجات" سمجھا اور اشتراکی نظام میں معاشی خوش حالی کے لئے صرف مادی ترقی کو ضرور سمجھا گیا۔

غربیاں گم کردہ اند افلاک را
در شکم جویند جان پاک را

مغربی سامراج اور مشرقی اجتماعیت دونوں میں اخلاقی اقدار کا فقدان ہے۔

ہر دو جان ناصبور و ناشکیب
ہر دو یزداں ناشناس، آدم فریب
زندگی ایں را خروج آں را خراج
درمیاں ایں دو سنگ آدم زجاج

سرمایہ داری کے مظالم کو دیکھ کر اقبال کہتے ہیں کہ مادی ترقی کے باوجود انسان نے انسان کے ساتھ ظلم و ستم کا سلسلہ قائم رکھا ہے جب تک وہ معاشرے کی بنیاد اسلامی مساوات اور معاشی انصاف پر نہیں رکھتا، وہ اس چکی میں پستا رہے گا۔

ابھی تک آدمی صید زبون شہریاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوع انساں کا شکاری ہے

بال جبریل میں خود لینن کو گلہ ہے کہ

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمہ حیواں ہے یہ ظلمات
رعنائی تعمیر میں رونق میں صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات
یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

[illegible]

[illegible] سرمایہ داری [illegible] کرتا ہے [illegible]

[illegible]

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ

دنیا ہے تری منتظر روزِ مکافات

فرشتے بھی خدا سے شکوہ کرتے ہیں [illegible]

خلقِ خدا کی گھات میں رند و فقیہ و میر و پیر [illegible]

تیرے جہاں میں ہے وہی گردشِ صبح و شام ابھی

تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست

بندہ ہے کوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھی

لینن کی شکایت اور فرشتوں کا شکوہ [illegible]

[illegible] نقش گر ازل ترا نقش ہے نا تمام ابھی [illegible]

[illegible] عدم مساوات کو دور کرنے کے لیے فرمانِ خدا [illegible]

جاری ہوتا ہے۔ [illegible]

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو

کاخِ امرا کے در و دیوار ہلا دو

سلطانیٔ جمہور کا آتا ہے زمانہ [illegible]

جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی

اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

اس طرح ڈرامائی تخیل [illegible] اقبال ایک مؤثر انداز میں مساوات و انصاف کا درس

دیتے ہیں۔ [illegible]

اسلامی عقائد اور [illegible] کے مطابق اقبال ایک ایسا فلاحی معاشرہ چاہتے تھے جہاں بھوک، افلاس،

تعصب، تنگ نظری، نسلی امتیازات اور جبر و استحصال نہ ہو۔ [illegible] اسلام کے پیش کردہ معاشی نظام کو ارفع

نظامِ معیشت قرار دیتے تھے [illegible] خواجہ غلام السیدین کو ایک خط میں اکتوبر ۱۹۲۶ء میں لکھا

تھا "میرے نزدیک تاریخ انسانی کی مادی تعبیر سراسر غلط ہے۔ روحانیت کا میں قائل ہوں مگر روحانیت
کے قرآنی مفہوم کا۔" ان کی مشہور نظم "خضر راہ" میں بھی جو ۱۹۲۳ء میں لکھی گئی تھی، سرمایہ و محنت [illegible]
کی کشمکش ملتی ہے اور سرمایہ داری نظام پر سخت تنقید اور مزدوروں کی جماعت میں ان کے انقلاب آگیں
اشعار ملتے ہیں اور اس استحصالی نظام میں ان کی جو حالت ہے وہ ان کے ان اشعار سے ظاہر ہوتی ہے۔

دست دولت آفریں کو مزد یوں ملتی رہی
اہل ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات

[illegible]

[illegible]

"خواجگی" [illegible]

کارخانے کا ہے مالک مردک ناکردہ کار
عیش کا پتلا ہے محنت ہے اسے ناسازگار
حکم حق ہے لیس للانسان الا ما سعی
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

اسی طرح زبور عجم میں خون رگ مزدور سے لعل ناب بنانے کے سلسلے کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

خواجہ از خون رگ مزدور سازد لعل ناب
از جفای دہ خدایان کشت دہقانان خراب

[illegible]

انقلاب اے انقلاب

پھر جاوید نامہ میں اشتراکیت و ملوکیت کے عنوان سے ایک نظم میں اشتراکیت اور ملوکیت کی
مذمت کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ۔ [illegible]

غرق دیدم ہر دو را در آب و گل
ہر دو را تن روشن و تاریک دل

کارل مارکس، معاشی انقلاب کے منصوبے کے داعی ضرور ہوئے مگر روحانی اقدار سے

خالی نظام انہیں اپیل نہیں کرتا۔ کارل مارکس کے متعلق وہ کہتے ہیں۔

رنگ و بو از تن نگیرد جان پاک
جذبہ تن کارے ندارد اشتراک
دین آں پیغمبر حق ناشناس
بر مساوات شکم دارد اساس

بال جبریل (ص ۱۶۱) میں علامہ اقبال نے الارض للّٰہ کے عنوان سے ایک شاندار نظم لکھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ استحصالی نظام کی جگہ جس مساوات اور انصاف کے قائل ہیں، اس کا سرچشمہ خدا ہے۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے باد سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نور آفتاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشہ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟

دہ خدایا! یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں!
تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں، میری نہیں!

ساقی نامہ میں ان کے خیالات سرمایہ داری کے متعلق یوں واضح ہوئے ہیں۔

زمانے کے انداز بدلے گئے
نیا راگ ہے ساز بدلے گئے
پرانی سیاست گری خوار ہے
زمیں میر و سلطاں سے بیزار ہے
گیا دور سرمایہ داری گیا
تماشا دکھا کر مداری گیا

ایک بار علامہ اقبال نے نوع انسانی کے ارتقا اور اقتدار کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پہلے پروہتوں کا دور آیا پھر کھتریوں کا زمانہ آیا اس کے بعد تاجروں کو اقتدار حاصل ہوا۔ ممتاز حسین مرحوم کے استفسار پر کہ آئندہ زمانے میں کس طبقے کی حکمرانی ہوگی، علامہ نے فرمایا کہ کیا آپ کے سوال کا جواب مزدور طبقہ نہیں دے رہا ؟ (روزگار فقیر، جلد دوم، ص ۹۹)۔

روزنامہ زمیندار میں ۲۴ جون ۱۹۲۳ء کو ان کا خط چھپا تھا جس میں وہ اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: میرے افکار کو بالشوزم سے منسوب کرنا غلط ہے۔ بالشویک خیالات رکھنا، میرے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کے مترادف ہے۔ میں مسلمان ہوں میرا عقیدہ ہے کہ انسانی جماعتوں کے اقتصادی امراض کا بہترین حل قرآن مجید نے تجویز کیا ہے۔

۱۹۳۲ء میں سپین کی میڈرڈ یونیورسٹی میں علامہ اقبال نے "سپین اینڈ دی انٹلیکچول ورلڈ آف اسلام" کے عنوان سے ایک لیکچر دیا تھا۔ اس لیکچر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال نے لارڈ لوتھین کو ایک مفصل خط لکھا۔ لارڈ لوتھین علامہ اقبال کے گہرے دوست تھے۔ اور ان کے بڑے مداح تھے۔ انہیں کی کوشش سے علامہ کے لیکچر پہلی بار ۱۹۳۰ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ اقبال لکھتے ہیں کہ سپین کی نئی حکومت غرناطہ کو عالم اسلام کے لئے ایک قسم کا ثقافتی مکہ بنا دینا چاہتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت مناسب وقت ہے کہ انگلینڈ میں بھی اسلام کے اس کلچرل پہلو سے دلچسپی لی جائے۔ دراصل اسلام کا اقتصادی نظام نہایت دلچسپ و مفید ہے اور اس میں ہماری موجودہ مشکلات کے قابل عمل حل ملنے کی پوری امید کی جا سکتی ہے۔ علامہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"The new government of Spain is aiming at turning Granada into a kind of Cultural Mecca for the world of Islam. I think it is high time that England should take some serious interest in cultural side of Islam. As a matter of fact, Islam, as an economic system, is much more interesting and likely to suggest much more practical solution of our present difficulties"

یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ ۱۹۳۲ء میں علامہ اقبال نے لارڈ لوتھین کو برطانیہ میں اسلام اور اس کے معاشی اور ثقافتی پہلو سے دلچسپی لینے کا جو مشورہ دیا تھا۔ اسے برطانوی سکالرز نے شعوری یا لاشعوری طور پر کسی حد تک قبول کیا لیکن گذشتہ سال یہ مشورہ ایک نئی شکل میں سامنے آیا جب ورلڈ فیسٹیول آف اسلام کی شکل میں لندن اسلامی نوادرات کی نمائش کا مرکز بنا۔ اور دنیا کے علمائے کرام اور دانشوروں نے اپنے افکار عالیہ پیش کئے۔

واقعہ یہ ہے کہ موجودہ مغربی نظام معاشیات نے مشرق کو لوٹا اور انسان کی بے حرمتی کی، اس پر اقبال نے بڑے پر زور اور پر شکوہ انداز میں تنقید کی، لیکن انسان کو امن کیسے نصیب ہو، تو اس کے لیے انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں سے یہ اپیل کی کہ وہ اپنے ثقافتی اور تمدنی ورثے کا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔ اس سے ان کی اقتصادی مشکلات کے حل میں بڑی مدد ملے گی، چنانچہ انہوں نے اپنی وفات سے صرف ایک سال پہلے ۸ مئی ۱۹۳۷ء کو اس مسئلے کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے قائد اعظم کو لکھا تھا کہ روٹی کا مسئلہ روز بروز شدید تر ہوتا جا رہا ہے۔ مسلمان محسوس کر رہے ہیں کہ گزشتہ دو سو سال میں ان کی حالت مسلسل گرتی جا رہی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو افلاس سے کیونکر نجات دلائی جا سکتی ہے...... خوش بختی سے اسلامی قانون کے نفاذ میں اس مسئلے کا حل موجود ہے اور فقہ اسلامی کا مطالعہ مقتضیات حاضرہ کے پیشِ نظر رہ کر دوسرے مسائل کا حل بھی پیش کر سکتا ہے۔ (اقبال نامہ، جلد دوم ص ۲۶،۲۶)

اسی خط میں آگے لکھتے ہیں

"After a long and careful study of Islamic laws, I have come to the conclusion that if this system of law is properly understood and applied, at least the right to subsistance is secured to every body. But the development and enforcement of the Shariat of Islam is impossible in this country without a free Muslim State or States. This has been my honest conviction for many years and I still belive this to be the only way to solve the problem of bread for Muslims as well as to secure peaceful India"

مسلمانوں کا یہ بنیادی حق بھی مل گیا لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ اہلِ پاکستان کب تک ڈاکٹر محمد اقبال کی عزیز ترین تمنا کو بروئے کار لانے کے لیے اپنے اقتصادی قومی فریضے سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔